۵۸واں باب

اللہ پرست غالب آنے والے ہیں!

سُوْرَۃُ الرُّوْم

۱۰۶ ایران سے شکست خوردہ رومی جلد فتح پائیں گے

۱۰۷ رومیوں کی فتح کے ساتھ اہلِ ایمان بھی غالب آ جائیں گے

۱۰۸ ظاہری حالات پر قیاس نہ کرو

۱۱۰ اللہ کے وجود اور قدرت کی نشانیاں

۱۱۱ شرک خلافِ فطرت بھی ہے اور خلافِ عقل بھی

۱۱۳ مشرکین مصیبت میں اللہ کو پکارتے ہیں

۱۱۴ بحر و بر میں سارے فساد کی جڑ شرک ہے

۱۱۶ صبر اور نیک رویّے کے ساتھ دعوتِ دین

۱۱۶ ہم پر مومنین کی نصرت لازم ہے، حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ

۱۱۷ محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور اُن کے ساتھی غالب آئیں گے

۱۱۸ اے محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آپ مُردوں کو نہیں سُنا سکتے

۱۱۹ اتمامِ حجت

۵۸واں باب

اللہ پرست غالب آنے والے ہیں!

چھٹا سالِ نبوت یکم محرم مطابق ۱۱اکتوبر ۶۱۴ء سے شروع ہوا اور ۲۹ ذوالحجہ مطابق ۳۰ ستمبر ۶۱۵ء کو اختتام پذیر ہوا۔ یہ بات تاریخی طور پر طے ہے کہ ۶۱۵ء میں آتش پرست، مشرک ایرانی کافی حد تک اللہ، آخرت اور تورات وانجیل پر یقین رکھنے والے رومیوں پر غالب آگئے تھے۔اسی موقع پر یہ سورۃ نازل ہوئی۔

ایرانیوں اور مشرکین مکہ میں 'شرک' قدرے مشترک تھا اور رومیوں اور مسلمانوں میں اللہ، کتب سماوی اور آخرت پر یقین مشترک تھا، اس کے علاوہ رومیوں کی باج گزار عیسائی مملکت 'حبشہ' نے مسلمانوں کو پناہ دی تھی۔ مکہ میں دو کش مکش میں اُلجھے ہوئے فریق، روم اور ایران کی جنگ میں اپنے فطری حلیفوں کی فتح کے خواش مند تھے۔

اس سورۃ کی ابتدائی آیات تصریح کر رہی ہیں کہ رومی اگرچہ کہ مغلوب ہوگئے ہیں لیکن جلد ہی یہ رومی آنے والے چند برسوں میں ایرانی مشرکین پر غالب آجائیں گے اور یہ وہ زمانہ ہوگا جب مشرکینِ مکہ بھی محمد ﷺ کے ماننے ولے اہلِ ایمان کے ہاتھوں مغلوب ہو رہے ہوں گے۔ یہ پیشین گوئی حرف بہ حرف پوری ہوئی، میدانِ بدر میں قریش کے مشرک سرداروں کی پوری صف اوّل قتل کر دی گئی۔

۱۷: سُوْرَۃُ الرُّوْم [۳۰ — ۲۱: اتْلُ مَا أُوحِيَ]

ایران سے شکست خوردہ رومی جلد فتح پائیں گے

جیسا کہ اوپر تذکرہ کیا گیا یہ سورہ ایک ایسی پیشن گوئی کے ساتھ نازل ہوئی جس پر سوائے مومنین صادقین کے کسی کے لیے یقین کرنا ممکن ہی نہ تھا۔ مومنین، جو یقین رکھتے تھے کہ اس کائنات کو اللہ نے پیدا کیا ہے اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں جو اللہ سے رابطے میں ہوتے ہیں اور قرآن اللہ کا کلام ہے، جس میں شک وشبے کی کوئی گنجایش ہی نہیں ہے۔ ظاہر بیں آنکھیں تو اس بات کا یقین کر ہی نہ سکتی تھیں لیکن جن لوگوں نے محمد ﷺ کو اللہ کا رسول تسلیم کر لیا تھا، انھوں نے بلا تامل اس بات کو تسلیم کر لیا۔ اس موقع پر بعض کافروں نے مسلمانوں سے

دس سال کے اندر قرآن کے اِس دعوے کے غلط ثابت ہو جانے پر شرط لگائی کہ یہ دعویٰ غلط ہے؛ رومی اب کبھی ایران کو فتح نہ کر سکیں گے۔ جب وہ مدت آئی جو اللہ تعالیٰ نے مقرر کر رکھی تھی تو رومیوں کو ایرانیوں پر فتح ملنی شروع ہو گئی۔ ایرانی فوجوں کو ان تمام علاقوں سے بے دخل ہونا پڑا جو انھوں نے رومیوں سے چھینے تھے اور یوں اللہ کا وعدہ پورا ہو گیا، اور عین اسی موقع پر مشرکین کو میدان بدر میں شکست کا سامنا کرنا پڑا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ یہ الٓـمّٓ ہے، [94] بلاشبہ قریبی ممالک شام اور فلسطین میں ایک اللہ کو تسلیم کرنے والے اور آخرت پر یقین رکھنے والے رومی یومِ آخرت کے انکاری ایرانی مشرکین کے ہاتھوں شکست کھا رہے ہیں، اس شکست پر مشرکین مکہ جو بغلیں بجا رہے ہیں وہ یہ جان لیں کہ یہ شکست عارضی ہے، رومی اپنی اس مغلوبیت کے بعد چند [95] سال کے اندر غالب آ جائیں گے۔ آج اس مغلوبیت کے وقت بھی کائنات کے نظام میں کلی اختیار اللہ ہی کو ہے اور آنے والے فتح کے دور میں بھی اُسی کا اختیار جاری رہے گا۔.................... [مفہوم آیات ۱تا۳]

رومیوں کی فتح کے ساتھ اہلِ ایمان بھی غالب آ جائیں گے

قرآن نے ایک عجیب بات کہی جس کا کوئی سان گمان ہی نہ تھا، ایرانی فوجوں نے روم کو اور رومی باج گزار مملکتوں کو تاخت و تاراج کر دیا تھا، مشرکینِ قریش بغلیں بجا رہے تھے کہ اُدھر بھی مشرکین اللہ پر یقین رکھنے والے اور آخرت کو تسلیم کرنے والوں پر بھاری ہیں اور اِدھر ہم بھی اِن کو اُبھرنے نہیں دے رہے اور دبا کر رکھا ہوا ہے، وہ ظاہری حالات کو دیکھ کر بجا طور پر یہ توقع کر رہے تھے کہ جلد ہی ہم اس نئے دین کو کچل دیں گے۔ قریش کے مشرک سرداروں کو رومیوں کے خلاف ایک عناد یہ بھی تھا کہ حبشہ کی حکومت جو رومی سلطنت کی باج گزار اور حلیف تھی، اُس نے مومنین کو پناہ دی تھی اور اُنھیں قریش کے مطالبے کے باوجود واپس کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اِن حالات میں یہ کہنا اور سننا کہ چند برسوں بعد رومی بھی غالب آ جائیں گے اور مومنین بھی، یہ ایک بالکل ناقابلِ یقین بات تھی، لیکن دیکھنے والی آنکھوں نے دیکھ لیا کہ چند ہی برسوں بعد رومیوں نے ایرانیوں کو نہ صرف پسپا کر دیا بلکہ تاخت و تاراج کر کے بھرپور انتقام لے لیا، اور اوقات کی یہ کامل ہم آہنگی تھی کہ

۹۴ سورہ روم کی ابتدائی پانچ آیات کا مفہوم کم سے کم الفاظ میں اس طرح لکھنا کہ پوری بات سمجھ میں آ جائے، ترجمے میں پسِ منظر کو ظاہر کرنے والے جملوں کے متعدد اضافوں کے بغیر کسی طور ممکن نہیں۔

۹۵ بِضۡعِ کا لفظ قرآن میں آیا ہے جس کا اطلاق ایسی مدت پر ہوتا ہے جو دس سال سے زیادہ نہ ہو اور تین سال سے کم نہ ہو۔

عین اُنھی اوقات میں میدانِ بدر میں صفِ اوّل کے تمام مشرک سردارانِ قریش قتل کر دیے گئے، یوں اللہ کا وعدہ پورا ہو گیا۔

اور ساتھ ہی مشرکین مکہ یہ بھی جان لیں کہ جس دن اہلِ کتاب رومی، ایرانی مشرکین کی شکست پر خوش کام ہو رہے ہوں گے اُسی روز محمدؐ کے پیروکار اہلِ ایمان بھی اللہ کی مدد سے مکہ کے مشرکین پر ملنے والی فتح پر خوشیاں منا رہے ہوں گے۔ وہ جس کی چاہتا ہے مدد فرماتا ہے اور وہ زبردست اور رحیم ہے۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے اور اللہ کبھی اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا، مگر اکثر لوگ اُس کی حکمتوں کو نہیں جانتے ہیں۔ ....[مفہوم آیات ۴تا ۶]

ظاہری حالات پر قیاس نہ کرو

یہ سارا نظام خالقِ کائنات ایک منصوبے کے تحت چلا رہا ہے، انسان کی ظاہر بیں نگاہیں، جو سامنے نظر آرہا ہے، اُس سے آگے نہیں دیکھتی ہیں اور نہیں جانتیں کہ کیا ہونے والا ہے۔ اِن کے دل، ان کی خواہشات اور ان کے ارادے، دنیا اور دنیا کی شہوات اور اس کے چند ٹکڑوں پر مرتکز ہیں۔ اِن کے ارادے اور خواہشات اِس دنیا کے لیے کام کرتے ہیں، اسی کے لیے کوشاں، اسی کی طرف متوجہ اور آخرت سے غافل ہیں۔ اگر لوگ غور و فکر کریں تو ضرور اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ ایک روز سب کو اپنے مالک کے حضور حاضر ہونا ہے۔ یہ اہلِ مکہ کیا چیز ہیں ،اِن سے قبل بے شمار قومیں گزری ہیں جنھوں نے تمدن کی ترقی میں بڑا حصہ لیا تھا، مگر اللہ کے رسولوں کی بات نہ ماننے کے جرم میں فنا کے گھاٹ اتار دی گئیں۔ وہی اللہ ہے، جس نے ماؤں کے پیٹوں میں شکلیں بنائی ہیں، وہی سب کو جمع کرے گا، وہاں اللہ کو چھوڑ کر جتنے جھوٹے معبود انھوں نے بنائے ہیں کوئی کام نہ آئیں گے اور سارے انسان اپنے عقیدے اور اعمال کی بنیاد پر تقسیم کیے جائیں گے۔ مومنین کو حکم دیا جارہا ہے کہ اللہ کی پاکی بیان کریں۔ سبحان اللہ تعالیٰ عما یشرکون۔

لوگ دنیا کی زندگی کے بس ظاہر ہی کو جانتے اور اُس کے مطابق چیزوں کو قیاس کرتے ہیں اور اُنھیں آخرت کا کوئی ہوش نہیں، کیا انھوں نے کبھی خود اپنے وجود پر، اور اللہ نے جو کچھ زمین اور آسمانوں میں، اور ان ساری چیزوں پر جو ان کے درمیان ہیں غور و فکر نہیں کیا کہ یہ سب ایک مقصد کے ساتھ ایک مقرر مدت کے لیے پیدا کی گئی ہیں! اس روّیے کی اصل وجہ یہ ہے کہ لوگوں کی اکثریت اپنے رب سے ملاقات کی منکر ہے۔....[مفہوم آیات ۷تا ۸]

یہ لوگ کیا زمین میں گھومے پھرے نہیں ہیں کہ انھیں ان سے پہلے فنا کے گھاٹ اُترے لوگوں کا اور قوموں کا انجام نظر آتا جو اُن سے زیادہ قدرت و قوت رکھتے تھے، جو زمین اور اس پر زندگانی کو سرسبز اور خوب صورت بنانے اور

آباد کرنے میں وہ حصہ ڈال چکے ہیں جو ان اہلِ مکہ کو نصیب نہیں ہوا ہے۔ان کے پاس ان کے لیے اللہ کے رسول ناقابلِ انکار دلائل و براہین لے کر آئے۔پھر اللہ ان کو گم راہ کیوں کرتا یہ خود ہی اپنی گم راہی کے درپے تھے۔آخر کار جن لوگوں نے بُری روش اختیار کی ان کا انجام بہت برا ہوا،اس لیے کہ انھوں نے کتابُ اللہ کے فرمودات کو جھٹلایا تھا اور وہ ان کا مذاق اڑاتے تھے۔....................................... [مفہوم آیات ۹تا۱۰]

اللہ ہی تم کو [تمھاری ماؤں کے پیٹوں میں] بنانے کا آغاز کرتا ہے، پھر وہی تمھیں تمھارے مرنے کے بعد زندگی دینے کے لیے دوبارہ بنائے گا [نیا جسم عطا کرے گا اور زندگی بھی]، پھر تم اس کے دربار میں احتساب کے لیے پلٹائے جاؤ گے۔اور جب وہ یومِ احتساب آئے گا تو مجرم [96] حیران و پریشان رہ جائیں گے،ان کے خود ساختہ خداؤں [97] میں سے کوئی اللہ کے انتقام سے اُن کی جان چھڑانے کے لیے سفارش تک نہ کر سکے گا اور وہ اپنے پرستاروں کے منکر ہو جائیں گے۔جس دن سے ڈرایا جا رہا اور وعدہ کیا جا رہا ہے جب وہ آ جائے گا تب سارے انسانوں کے درمیان ایک ہی تقسیم [98] ہوگی .... [مفہوم آیات ۱۱تا۱۴]

ایک گروہ ایمان لا کر نیک عمل کرنے والوں کا اور دوسرا باقی سارے دوسرے لوگوں کا ہوگا۔ایمان لا کر نیک عمل کرنے والوں کو تو جنت میں شاداں و فرحاں رکھا جائے گا۔اور رہے وہ جنھوں نے ہماری کتاب کے فرمودات کا اور آخرت کی ملاقات کا انکار کر کے کفر کی روش اختیار کی ہے وہ عذابِ دوزخ سے دوچار ہوں گے۔پس صبح شام اللہ کی ہر شرکیہ الزام سے پاکی [99] بیان کرو۔آسمانوں اور زمین میں اسی کی حمد جاری ہے۔پس عشا اور ظہر [100] کا وقت بھی اس

---

۹۶ ہمارے رسولوں اور ہماری کتابوں کے منکرین۔

۹۷ ایک اللہ کے علاوہ تمام مشکل کشاؤں،داتاؤں،حاجت رواؤں،غوثوں جیسے نام رکھنے والے سارے جھوٹے خدا جو پوجے جاتے ہیں۔

۹۸ آج کی پالیٹیکل سائنس لسانی، نسلی، جغرافیائی اور مشترکہ مفادات کی یکسانیت پر انسانوں کو قوموں میں تقسیم کرتی اور لڑاتی ہے،اللہ کی جانب سے یہ تقسیم صرف صالح اہلِ ایمان و دیگر کی ہے، آخرت میں تو ہوگی ہی دنیا میں بھی یہی مطلوب ہے،اسی تقسیم کے فی الحقیقت قیام کے لیے زمین پر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ درکار ہے۔

۹۹ سبحان اللہ تعالیٰ عما یشرکون۔

۱۰۰ نماز پنج وقتہ اگرچہ ابھی [چھٹے سالِ نبوت میں] فرض نہیں ہوئی ہے مگر ذہن سازی اور قیامت تک کے لیے انسانوں کی عبادت کے اچھے اوقات کی رہ نمائی ہو رہی ہے۔ نمازِ پنج وقتہ تو ۱۲ویں سال میں معراج کے موقع پر فرض ہوگی [ہم ابھی چھٹے سال نبوت میں ہیں]۔

حمد وتسبیح کے لیے بڑا مناسب ہے۔ مُردہ چیزوں سے زندگی کو نکال لاتا ہے اور وہی زندوں کو موت دیتا ہے اور زمین کو اس کی مُردنی کے بعد سرسبز زندگی عطا کرتا ہے۔اسی طرح تم لوگ بھی مرنے کے بعد روزِ قیامت حالتِ موت سے زندہ کھڑے کیے جاؤ گے۔ .... [مفہوم آیات ۱۵تا۱۹]

اللہ کے وجود اور قدرت کی نشانیاں:

یہاں سے وہ متعدد آیات شروع ہوتی ہیں جو الوہیت میں اللہ تعالیٰ کے یکتا ہونے۔اُس کی عظمت کے کمال،اُس کی مشیّت کے نفوذ۔اُس کی قوت واقتدار اس کی صفت کے جمال اور اُس کی بے پایاں رحمت و احسان پر دلالت کرتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کی نشانیوں میں سے چند ایک کو غور کرنے کے لیے بیان کرتے ہیں کہ اللہ نے تم کو مٹی سے پیدا کیا اور مرد اور عورت پر مشتمل دو صنفیں بنائیں، غور کرنے والوں کے لیے اس خلّاقیت میں اللہ کی صنّاعی اور حکمت کی بڑی نشانیاں ہیں، پھر دن اور رات،اوراِن میں تمھارے مشغلے،مزید آسمان سے پانی برسنا اور مُردہ زمین کا سرسبز ہو جانا ہے، اس طرح بے شمار چیزیں ہیں؛ اِن ساری چیزوں میں اللہ کی موجودگی اور حکمت کی علامات ہیں جو اس کا تقاضا کرتی ہیں کہ ایک یومِ حساب آئے۔جو پہلی بار کائنات کو نیست سے ہست میں لایا،اُس کے لیے کیا مشکل کہ اعادہ کرے۔

پھر اُس کے وجود اور قدرت کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے تم کو[101] مٹی سے پیدا کیا۔پھر یکایک تم جیتے جاگتے انسان بن گئے اور زمین پر تمھاری نسل پھیلتی جاتی ہے۔اور یہ بھی اُس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمھارے لیے تمھاری ہی جنس سے جوڑے بنائے تاکہ تم ان میں سکون حاصل کرو اور تمھارے درمیان [مخالف صنفوں میں] محبّت اور رحمت ڈال دی۔صرف یہ ایک معاملہ کائنات کے چلتے ہوئے نظام میں غور وفکر کرنے والوں کے لیے بڑی نشانیاں]food for thought[رکھتا ہے۔اور عقل والوں کے لیے اُس کی بے شمار نشانیوں میں سے آسمانوں اور زمین کی پیدائش کے علاوہ، تمھارے نوع بہ نوع لسانی اور نسلی اختلافات بھی ہیں۔[مفہوم آیات ۲۰تا۲۲]

اور اس کی نشانیوں میں سے تمھارا رات کو سونا اور دن کو تلاشِ معاش میں مصروف رہنا بھی ہے۔بلاشبہ اللہ کی معرفت کے لیے ان سب میں نشانیاں سننے اور سمجھنے والے لوگوں کے لیے ہیں۔مزید اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے

۱۰۱ نسلِ انسانی کے جدِ امجد آدم علیہ السلام کی تخلیق۔

کہ وہ آسمان سے بارش برساتا ہے اور بجلی کی چمک دکھاتا ہے جو گر کر خاکستر کر دینے کا خوف بھی پیدا کرتی ہے اور زندگی بخش پانی کی ضرورتیں پوری کرنے کی امید اور خواہش بھی۔ زمین کو اس کی خشکی اور مردنی کے بعد پانی کے ذریعے سبزے سے زندگی بخشتا ہے۔ یقیناً اُن سب مظاہر قدرت میں صاحبانِ عقل کے لیے بڑی ہی خیال افزا، ایمان افروز باتیں ہیں۔ .... [مفہوم آیات ۲۳تا۲۴]

اور نشانیوں میں سے ہر ایک کو نظر آنے والی ایک نشانی یہ ہے کہ آسمان اور زمین اس کے حکم سے قائم، ثابت اور ٹھہرے ہوئے ہیں۔ پھر جب قیامت برپا ہوگی اور وہ تمھارے مدفون اجزا کو زمین سے نکلنے کے لیے پکارے گا تو بس ایک ہی پکار میں تم سب زندگی پا کر فوراً نکل آؤ گے۔ آسمانوں اور زمین میں جو بھی ہیں، اُن سب کا وہ مالک ہے۔ سب کے سب اسی کے فرماں بردار ہیں۔ وہی ہے جو تخلیق کی ابتدا کرتا ہے، پھر وہی بعد موت دوبارہ تخلیق کرے گا اور یہ دوسری بار پیدا کرنا اُس کے لیے آسان تر[۱۰۲] ہے۔ آسمانوں اور زمین میں اس کی صفات عالیہ سب سے بلند و برتر ہیں اور وہ زبردست اور حکمت والا ہے۔ .... [مفہوم آیات ۲۵تا۲۷]

شرک خلافِ فطرت بھی ہے اور خلافِ عقل بھی:

اِن آیات کا مطالعہ، پڑھنے والے کو یہ احساس دلاتا ہے کہ جو دلیلیں آخرت کو واجب قرار دیتی ہیں وہی وجودِ باری تعالیٰ اور توحید پر بھی دلالت کرتی ہیں۔ تاہم اگلی آیات میں تقریر کا رخ پورے زور کے ساتھ توحید کے اقرار اور شرک کے خلافِ عقل ہونے کی جانب ہو جاتا ہے اور بتایا جا رہا ہے کہ امن و سکون کے لیے انسان کے سامنے اس کے سوا کوئی راہ نہیں ہے کہ وہ ایک اِلٰہِ واحد کی اطاعت اور بندگی اختیار کرلے۔ شرک عقل اور فطرت، دونوں کے خلاف ہے۔ دنیا میں جہاں بھی شرک کی بنیاد پر تمدن فروغ پاتے ہیں، وہاں سے امن و سکون اُٹھ جاتا ہے۔ اس بات کو سمجھنے کے لیے سفر کرنے اور سواریاں کسنے کی

---

۱۰۲ اللہ رب العالمین کی طاقت اور قدرت اتنی لامتناہی ہے کہ اس کے لیے ساری چیزیں انتہادرجہ آسان ہیں، بس وہ کہتا ہے کُن اور کام ہو جاتا ہے خواہ وہ کام کچھ بھی کیوں نہ ہو۔ جب کہا جا رہا ہے کہ دوبارہ تخلیق آسان تر ہے تو اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ پہلے ذرا کم آسان تھا اور اب زیادہ آسان ہے، صرف انسانوں کو سمجھانے کے لیے اُن کی زبان میں اور اُن کی سمجھ میں آنے والی نفسیات کا لحاظ کرتے ہوئے اُن کی اصطلاحات میں گفتگو ہے کہ، ایک مرتبہ چیز بنانے کے بعد دوسری مرتبہ چیز بنانا آسان ہوتی ہے تو فرمایا جا رہا ہے تم مانتے ہو پہلی بار اُسی نے تخلیق کی، آخر مرے پیچھے دوبارہ تخلیق کیوں کر مشکل یا بعید از عقل ہے، وہ تو آسان تر ہوتی ہے۔

ضرورت نہیں یہ بہت آسان اور سادہ سی بات ہے:

وہ تمھیں خود تمھارے ہی کردار وطور طریقوں سے ایک مثال دیتا ہے۔ کیا تمھاری ملکیت و کاروبار میں اُن لوگوں کا بھی کوئی حصہ ہے جو خود تمھارے غلام/ملازمین میں سے ہیں اور جو رزق و فضل ہم نے تم کو بخشا ہے اُس میں وہ غلام تمھارے ساتھ برابر کے شریک ہیں اور تم ان سے اس طرح خوف کھاتے ہو جس طرح آپس میں اپنے ہم سروں competitors سے؟؟......یوں ہم عقل سے کام لینے والوں کے لیے آسان تمثیلوں کے ذریعے اپنی بات وضاحت سے پیش کرتے ہیں۔ مگر مشرکین [۱۰۳] نے بے سمجھے بوجھے اپنی بدعات کو گلے لگا رکھا ہے۔ اب اس شخص کو راہِ ہدایت پر کون لا سکتا ہے جسے باپ دادا کی بدعات سے اندھی محبت کے سبب اللہ نے گم راہ کر دیا ہو۔ ایسے لوگوں کا تو کوئی بھی ہدایت دینے میں مدد گار نہیں ہو سکتا۔.........................[مفہوم آیات ۲۸ تا ۲۹]

پس اے نبیؐ اور اصحاب النبی آپ ہر قسم کے شرک سے مجتنب ہو کر اللہ کے دین کی پیروی کے لیے یک سُو ہو جائیں۔ اُس دینِ فطرت [۱۰۴] کی اتباع کریں جس پر اللہ نے انسانوں کو پیدا کیا ہے، اللہ کے بنائے ہوئے دینِ فطرت کو انسانوں کے گھڑے ہوئے خود ساختہ طور طریقوں، پوجا پاٹ، رسم و رواج اور قانون و انتظام سے تبدیل کرنا جائز نہیں، محمدؐ کے ذریعے بھیجا ہوا دینِ اسلام ہی دینِ فطرت ہے، یہی بالکل راست اور درست دین ہے، مگر اکثر لوگ نہیں مانتے۔ اے ایمان لانے والو! اللہ کی طرف جھکتے اور مڑتے ہوئے، اللہ کے دین کے علم بردار بن جاؤ، اور اُسی سے ڈرو، نماز کا اہتمام کرو، اور مشرکین مکہ کی مانند نہ بن جانا جنھوں نے اپنے دینِ ابراہیمی کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا

---

۱۰۳ شرک سب سے بڑا ظلم ہے اسی مناسبت سے اللہ تعالیٰ نے شرک کا ابطال کرنے کے فوراً بعد مشرکوں کے لیے ظالم کا لفظ استعمال کیا جسے ہم نے ادائیگی مفہوم میں کھول دیا، نبی ﷺ کے مخاطبین مشرکینِ مکہ کا شرک ہندوؤں کے یا آتش پرستوں کے شرک کی مانند فی الاصل شرک نہیں تھا بلکہ بنی اسماعیل، ابراہیمؑ کی امت شر کیہ بدعات والے شرک میں مبتلا ہو گئی تھی، جس طرح آج امت محمدیہ ﷺ مبتلا ہوئی ہے، اہلِ مکہ نے باپ دادا سے اندھی محبت کے سبب اصلی جدِّ امجد ابراہیم اور اسماعیل کی پیروی کے بجائے مشرک و بدعتی باپ دادا کی پیروی کو حرزِ جان بنایا تھا۔

۱۰۴ اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت میں دین توحید [ایک اللہ کو اپنا حاکم، مالک ماننا اور ساری زندگی میں اُس کی اطاعت پر آمادہ رہنا] کو ودیعت کر دیا ہے، والدین، معاشرہ، لیڈران گرامی اور خواہشاتِ نفس اُس کی فطرت کو مسخ کر دیتے ہیں۔

اور فرقوں میں بٹ گئے ہیں، ہر فرقہ [105] بس اسی میں مگن ہے جو کچھ اُس کی سمجھ میں آیا اور جو اُس کے پاس ہے۔
.... [مفہوم آیات ۳۰تا۳۲]

مشرکین مصیبت میں اللہ ہی کو پکارتے ہیں

مشرکینِ مکہ بنیادی طور پر ابراہیم علیہ السلام کے ماننے والے اور نسلاً بنو اسماعیل تھے اور اس پر فخر کرتے تھے، حج کرتے اور تلبیہ پڑھتے تھے۔ اُن کی توحید شرک سے آلودہ ہو گئی تھی، آخرت کا تصور فراموش کر چکے تھے اور معاشی مفادات کے تحت سارے عرب کے شرک کے مظاہر (بُت) جمع کر لیے تھے۔ اس سب کچھ کے باوجود جب جان پر بن جاتی تھی اور کشتی ڈوبنے لگتی تھی تو صرف اللہ ہی کو یکسو ہو کر پکارتے تھے۔ ابرہہ کے حملے کے موقع پر عبدالمطلب سارے قریش کو لے کر خانہ کعبہ کے پردوں کو پکڑ کر صرف ایک اللہ سے فریادی تھے کہ اپنے گھر کو اور ہمیں بچانے والا صرف تو ہی ہے، اُس وقت اُنھوں نے لات، عزیٰ اور ھُبل کسی کی جے کا نعرہ بلند نہیں کیا تھا، اللہ کے علاوہ کسی اور کو مشکل کشا نہ جانا! قرآن اسی کا تذکرہ کرتا ہے اور شکوہ کرتا ہے کہ جب تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے رب کو خوب متوجہ ہو کر پکارتے ہیں اور پھر جب وہ ٹل جاتی ہے تو غیر اللہ کو پکارتے ہیں۔ اس انداز سے اُن کی غیرت اور عقل دونوں کو اپیل کی ہے۔ آج کی [106] مسلم اُمّہ کا حال مشرکینِ عرب سے بھی مشابہ نہیں، اِن کے لوگ تو عین مصیبت میں بھی اپنے بزرگوں کو جنھیں یہ خدائی میں شریک اور بڑا ولی جانتے ہیں، عین میدانِ جنگ میں غیبی مدد کے لیے غیر اللہ کو پکارتے ہیں، العیاذ باللہ۔ آج حجاز سے تا با سمر قند، اُمت کی جو رُسوائی ہے اور اللہ کے عذاب کا جو وہ نشانہ بنی ہے وہ سب اسی شرک کی کار فرمائی ہے۔

جب لوگوں کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے رب کو خوب متوجہ ہو کر پکارتے ہیں مگر جب اللہ اُن کی آہ وزاری سن کر اپنی رحمت کا ذائقہ انھیں چکھا دیتا ہے اور مصیبت ٹل جاتی ہے، اُن میں سے ایک گروہ اللہ کے علاوہ دوسروں کا شکریہ ادا کر کے شرک میں مبتلا ہو جاتا ہے یوں ہم نے جو عطا کیا اُس کی ناشکری ہوتی ہے۔ اچھا، چند روز مزے کر لو، جلد ہی تم کو معلوم ہو جائے گا کہ تم کیسی صریح غلطی پر تھے۔ کیا اِن کے شرکیہ کاموں کے لیے ہم نے کوئی ایسی دلیل

---

۱۰۵ یہ آیت تفرقہ بازی کے ضمن میں مسلمانوں کے لیے تنبیہ ہے کہ ہر وہ فریق جو اپنے نظریات کے بارے میں تعصب رکھتا ہے وہ تفرقہ بازی میں مشرکین سے مشابہت رکھتا ہے۔

۱۰۶ مؤلف جس وقت یہ سطور لکھ رہا ہے، اکیسویں صدی کا ابتدائی حصہ ہے اور پوری دنیا میں کوئی خطہ زمین یا مسلمانوں کا معاشرہ ایسا نہیں، جہاں اسلام اپنی شان کے ساتھ جلوہ گر ہو۔

ان پر اُتاری ہے جو اُن کی صداقت پر شہادت دیتی ہو؟.......................[مفہوم آیات ۳۳تا۳۵]

جب ہم لوگوں کو رحمت سے بہرہ ور کرتے ہیں تو وہ اترانے لگ جاتے ہیں اور جب ان کے اپنے اعمال کے سبب ان پر کوئی آفت آجاتی ہے تو ایک دم وہ مایوس ہونے لگتے ہیں۔ کیا انھیں نظر نہیں آتا کہ جس پر اللہ چاہتا ہے مال و دولت کے دروازے کشادہ کر دیتا ہے اور جس پر چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے۔ اس نظام میں ایمان والوں کے لیے بہت سامانِ ایمان و یقین ہے۔ پس اے اللہ پر ایمان لانے والے! مال و دولت کی اس غیر مساوی من جانب اللہ تقسیم پر یقین رکھنے کا تقاضا یہ ہے کہ رشتہ دار، مسکین اور ہر ضرورت مند[۱۰۷] جیسے مسافر کو اللہ کے دیے ہوئے مال میں سے اس کا حق دو، یہ بہتر ہے ان لوگوں کے لیے جو اللہ کی رضا کے جویا ہوں[۱۰۵]، اور وہی فلاح پانے والے ہیں، جو رِبا[۱۰۹] تم لوگوں کو دیتے ہو تا کہ دوسروں کے اموال میں پرورش پائیں اور تمھیں کچھ بڑھ کر مل جائے، اللہ کے نزدیک وہ نہیں بڑھتا، اور جو صدقات[۱۰۷] [زکوٰۃ] تم اللہ کی رضا جوئی کے لیے دیتے ہو، یقین رکھو دینے والے تو اپنے مال خوب اضافہ کرنے والے ہیں۔ ....[مفہوم آیات ۳۶تا۳۹]

بحر و بر میں سارے فساد کی جڑ شرک ہے

۱۰۷ دورِ نزولِ قرآن میں مسافر انتہائی ضرورت مندوں میں شمار ہوتا تھا، خواہ وہ اپنے گھر پر مال دار ہی کیوں نہ ہو لیکن اب سواریوں، ہوائی جہاز، موبائل فون، بنکنگ اور ہوٹلز کے نظام نے سفر کو بہت آسان کر دیا ہے اور ہر جگہ سفر کرنے والے [ٹورسٹ] عام طور پر چوں کہ مال دار ہی ہوتے ہیں لہٰذا مفہوم میں مسافر کے ساتھ ضرورت مند کا تذکرہ کیا ہے اور میرے خیال میں یہ ضرورت مند کا حق عام بھی ہے نہ کہ صرف مسافر کے لیے۔

۱۰۸ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے، کسی سوالی کا سوال یا بھکاری کی بھیک نہیں ہے، اگر اللہ نے تم کو آسودہ اور تونگر بنا رکھا ہے تو لازم ہے کہ اپنے نادار رشتہ داروں کو اُس مال میں سے دیا جائے جو تم نے اپنے زورِ بازو سے کمایا تھا اور نہ تمھارے باپ دادوں نے، سب کچھ اُس ایک اللہ کی اپنی مرضی کی تقسیم ہے اور اب یہ مال کے اصلی مالک کا حکم ہے۔ یہی وہ حکم ہے جس کی تائید ہر جمعے کو امام جمعہ اپنے خطبے میں دہراتا ہے۔

۱۰۹ یہ اُسی ربا کی طرف خفیف اشارہ ہے جس کو بعد میں حرام کیا گیا اور جس کے وصول کرنے پر عذاب کی وعید اور اللہ سے جنگ کا اعلان کیا گیا، یہاں ابھی پانچویں سال میں اس قسم کی ممانعتوں اور ضابطوں کا کوئی قرینہ نہیں ہے، یہ ممانعت تو چودھویں سالِ نبوت میں غزوہ احد کے بعد آئی تا کہ اس مال کی محبت کی جڑ ہی کٹ جائے جو اس جنگ میں ہزیمت کا باعث بنی۔ یہ تذکرہ سورہ آلِ عمران میں دیکھا جا سکتا ہے، قطعی ممانعت فتح مکہ کے موقع پر جب دین کا غلبہ اور غایت نبوت تکمیل پذیر ہونے لگی تب سالِ آخر یعنی تیئیسویں سال میں ہوئی۔ یہ آیات سورہ

جیسا کہ اس باب کے بالکل آغاز میں ذکر کیا گیا کہ چھٹے سالِ نبوت [۶۱۵ء] میں اُس وقت کی دنیا کی دو بڑی طاقتیں، روم اور ایران آپس میں ٹکرا رہی تھیں، اِن حالات میں قرآن مجید کی یہ آیاتِ مبارکہ نازل ہوئیں؛ یہ آیات بیان کر رہی ہیں کہ جزیرہ نمائے عرب میں ساری بدامنی اور روم و ایران کے درمیان تمام خوں ریزی سے جو بحر و بر میں ایک فساد رونما ہوا ہے، وہ سب کا سب شرکیہ تہذیب و تمدن کا شاخسانہ ہے گزشتہ جتنی بھی قومیں فساد اور بدامنی کا شکار ہوئیں، وہ سب مشرک ہی تھیں۔

کلام مجید کی یہ آیات آج [۲۰۱۶ء] ساری مسلم اور غیر مسلم دنیا میں بدامنی اور خوں ریزی پر بہت صادق آتی ہیں۔ دنیا کی تین چوتھائی سے زیادہ آبادی [توحید، آخرت اور کتبِ سماوی] پر یقین رکھنے کے باوجود تاویلات کے ذریعے شرک کی دراندازی سے کھوکھلی ہو چکی ہے، اس معاملے میں مسلم آبادی بھی شدید متاثر ہوئی ہے۔ اصلاحِ احوال کی کوئی صورت ممکن نہیں جب تک عقیدے کو شرک سے پاک کرکے، آخرت کی کامیابیوں پر نظریں جما کے ایک بار پھر اسلام کے احیا کا عزم لے کر مسلم نوجوان نہ کھڑے ہو جائیں۔

اللہ ہی ہے جس نے تم کو پیدا کیا، پھر تمھاری غذائی و دیگر ضروریات کے لیے بھرپور رزق دیا، پھر وہی تم کو موت دیتا ہے، پھر تم کو زندہ کرے گا۔ کیا تمھاری خود ساختہ اللہ کی ہمسر ہستیوں میں سے کوئی ایسی ہستی ہے جو ان میں سے کوئی ایک بھی کام کر سکے؟ اِن اتہامات [شرک] سے پاک ہے وہ بالا و برتر اللہ کی ذات۔ سُبۡحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰی

بقرہ کے آخری حصے میں تحریر کروائی گئیں۔ چھٹے سال میں ربا کے ذکر سے میرا گمان اس طرف جاتا ہے کہ اب سے بس چند ماہ بعد نبی ﷺ کی حفاظت اور انھیں قتل کرنے کے لیے قریش کے حوالے نہ کرنے کے جرم میں جب مقاطعہ شعب ابی طالب شروع ہو گا تو اقربا کو [بنو ہاشم کی رشتہ داریاں، لڑکیاں دوسرے قبیلوں میں گئیں اور دوسرے قبیلوں سے آئیں] کو ابھی سے دینے دلانے کی ترغیب دی گئی اور ساتھ ہی اب یہ کہا جا رہا ہے کہ اس امید پر نہ دینا دلانا کہ کل کچھ بڑھ کر واپس مل جائے گا! جیسے اس مقاطعے کے دوران لوگ چھپ چھپا کر بنو ہاشم کے لیے اناج لاتے تھے۔

۱۱۰ قرآن یہاں زکوٰۃ کا لفظ استعمال کر رہا ہے، ہم نے مفہوم میں اس کو صدقات لکھا ہے تاکہ وضاحت ہو جائے کہ یہ وہ اصطلاحی مال کا چالیسواں نہیں ہے بلکہ یہ تو فی سبیل اللہ زیادہ سے زیادہ حسبِ توفیق و استطاعت مال خرچ کرنے کا حکم ہے [ترغیب نہیں ہے] اگرچہ مقدار نہیں بتائی گئی ہے۔ ابھی تو زکوٰۃ کی فرضیت میں بہت دن باقی ہیں۔

عَمَّا يُشْرِكُوْنَ۔ .... [مفہوم آیت ۴۰]

انسانوں کے جیسے کچھ اعمال ہیں اُس کی بدولت بحر و بر میں ایک فساد برپا ہو گیا ہے۔ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ ہم کچھ لوگوں کو تو اُن کے کرتوتوں کا مزہ ضرور چکھائیں گے شاید کہ یہ لوگ اپنی اصلاح کریں، اے نبیؐ یہ جو دعوتِ دین کی مخالفت کر رہے ہیں اِن سے کہیے کہ ذرا زمین میں دیس بدیس گھوم پھر کر دیکھیں کہ اِن سے پہلی گزری ہوئی قومیں کیوں کر نیست و نابود ہوئیں یہ حقیقت جان جائیں گے کہ اِن میں سے اکثر مشرک تھیں، اِن سے پوچھیں یہ اپنا کیا انجام پسند کرتے ہیں؟ .... [مفہوم آیات ۴۱تا۴۲]

صبر اور نیک روّیے کے ساتھ دعوتِ دین

شرک کے اس بھرپور ماحول میں اللہ کے نبی کو اللہ کی جانب سے بس ایک ہدایت ملتی ہے کہ استقامت کے ساتھ نتائج سے بے پروا ہو کر اللہ کے کلمے کو بلند کرنے، معاشرے کو شرک سے پاک کرنے اور دینِ حق کے اظہار [غلبے] کے لیے اپنے تن، من، دھن کی بازی لگا دیجیے۔

پس اے نبیؐ صبر کے ساتھ دینِ حق کی سربلندی کی جانب اپنا چہرہ اور نگاہیں جما لیجیے [سربلندی کے لیے اپنے مشن پر جم جائیے]۔ اِس سے پہلے کہ قیامت کا وہ دن آئے جس کے ملتوی ہو جانے کا کوئی امکان اللہ نے نہیں رکھا۔ اُس دن لوگ جدا جدا ہو جائیں گے۔ پس جس کسی نے ہمارے نبی کی دعوت اور تعلیمات سے منہ موڑا ہے اُس کے کُفر کا وبال اُسی پر ہے۔ اور جنھوں نے اہلِ ایمان میں شامل ہو کر نیک عمل کیے ہیں وہ اپنے ہی لیے ہمیشگی کی اُخروی کام یابی کا راستہ صاف کر رہے ہیں تاکہ اللہ اپنے فضل سے ایمان لا کر عملِ صالح کرنے والوں کو جزا دے۔ یقیناً اللہ کافروں کو پسند نہیں کرتا۔ .... [مفہوم آیات ۴۳تا۴۵]

ہم پر مومنین کی نصرت لازم ہے، حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ

بندہ مومن اللہ کی جانب سے ہر حال میں صبر کی ہدایت پر سرِ تسلیم خم کر دیتا ہے، وہ آخرت کی کام یابیوں پر بلا شبہ یقین رکھتا ہے، مگر بہ تقاضائے بشریت وہ جاننا چاہتا ہے کہ کیا دنیا میں بھی حق و باطل کی جاری کش مکش کا کوئی انجام بخیر ہو گا؟ وحی کا آوازہ بلند ہوتا ہے کہ جس طرح رحمت کی ہوائیں آتی ہیں اسی طرح استیصالِ شرک اور غلبہ حق کے لیے اُٹھنے والی تحریک اور برپا ہونے والی مہم کے لیے بھی رحمت کی ہوائیں آئیں گی، اس بات کا تو سورہ کے شروع ہی میں وعدہ کیا گیا تھا کہ آنے والے چند سال ہی کے اندر جب ایرانی مشرک مغلوب ہوں گے، اُس

دن تم بھی مشرکینِ مکہ پر اپنی فتح کی خوشیاں منا رہے ہوں گے، مگر وہ مکہ میں کش مکش کرنے والے کاروان کو خوش خبری تھی، ضرورت اس بات کی تھی کہ تا قیامت کش مکش اور جدوجہد کرنے والی مومنین کی جماعتوں کو فتح کی خوش خبری دی جائے۔ اللہ تعالیٰ اپنی سنت بیان کر رہے ہیں کہ ہم پر یہ واجب ہے کہ ہم اہلِ ایمان کی مدد کریں!

حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ

اُس کی اُلوہیت اور قدرت کی علامات میں سے ایک یہ ہے کہ وہ ہوائیں چلاتا ہے کبھی خوش خبری لیے کہ وہ تم کو اپنی رحمت سے نوازنے والا ہے۔ اور اِس لیے کہ بادبانی کشتیاں ہواؤں کے ذریعے اُس کے حکم سے حرکت میں رہیں تا کہ تم اپنی تجارتوں میں اُس کا فضل تلاش کرو اور اُس کا شکر ادا کرو۔ اور ہم نے تُم سے پہلے بھی رسُول اُن کی قوموں کی طرف بھیجے، پس اُنھوں نے اُن کے سامنے اپنی رسالت کی ناقابلِ انکار علامات پیش کیں، پھر جنھوں نے ہمارے رسولوں کی تکذیب کا جُرم کیا اُن سے ہم نے بھرپور انتقام لیا اور ہم پر یہ واجب تھا کہ ہم اہلِ ایمان کی مدد کریں۔ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ اے اہلِ مکہ سوچو تم ہمارے رسول کے ساتھ کیا روّیہ رکھنا چاہتے ہو؟ ....

....[مفہوم آیات ۴۶تا۴۷]

محمد ﷺ اور اُن کے ساتھی غالب آئیں گے

قیامت تک کے لیے حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ کا مژدہ تو اللہ تعالیٰ کی جانب سے اُس کی سنّت کا اعلان ہے، خاتمہ کلام پر ایک بہت ہی برمحل تمثیل سے لوگوں کو سمجھایا جا رہا ہے کہ جس طرح عزیز و قدیر اللہ بادلوں کو آسمان میں پھیلاتا ہے اُسی طرح حجاز کی سرزمین پر نبوت اور الہام و وحی کے بادل چھائے ہیں اور ایمان کی گھنگور گھٹا تُلی کھڑی ہے، جس طرح، جتنی چاہتا ہے بارش کرتا ہے، اپنے بندوں میں سے جن پر چاہتا ہے برساتا ہے اور بارش کے قطرے ہیں کہ نکلے چلے آتے ہیں، اِسی طرح اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت و سعادت سے ترتیب کے ساتھ قبولیت ایمان سے نوازتا ہے، کارزارِ دعوت میں مُردہ زمین پر صبر و استقامت کے ساتھ دعوت و تبلیغ کا ہل چلانے والے خوش کام و پُرامید رہیں، عرب کی ایمان سے تہی، سونی زمین، رحمت الٰہی سے سیر یاب ہو کے امن و سکون کی سرسبزی سے شاداب ہو جائے گی____اور ایک دن وہ ہو گئی مگر کچھ وقت لگا____آج کہاں ہیں اصلاح و تجدید کے علم بردار، جو صبر کے ساتھ نسل بہ نسل اسلام کے احیا کے لیے اصلاح کا علم اُٹھائے رہیں؟ جلد بازی سے پرہیز کرتے ہوئے چلتے ہی رہیں، چلتے ہی رہیں، وہ اپنا کام کرے گا جس نے فرمایا ہے: حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ

اور اللہ کی علاماتِ وحدانیت اور قدرت میں یہ بھی ہے کہ وہ ہواؤں کو بھیجتا ہے اور وہ بادلوں کو اُٹھا لیتی ہیں پھر اللہ اپنے منصوبے کے مطابق ان بادلوں کو آسمان میں پھیلا دیتا ہے جس طرح چاہتا ہے اور انھیں تہ بہ تہ کرتا ہے، پھر تُم دیکھتے ہو کہ بارش کے قطرے اُن میں سے نکلے چلے آتے ہیں۔ یہ بارش جب وہ برسانے کا فیصلہ کرتا ہے تو اپنے بندوں میں سے جن پر چاہتا ہے برساتا ہے تو یکایک وہ شاداں و فرحاں ہو جاتے ہیں حالانکہ بارش کے اُن کی سرزمین پر برسنے سے قبل وہ خشک سالی کے ختم ہو جانے سے مایوس ہو رہے تھے۔ پس اللہ کی رحمت کے اثرات تو دیکھو کہ خشک بے جان پڑی ہوئی زمین کو وہ کس طرح سبزے سے زندہ و معمور کر دیتا ہے، بلاشبہ وہ مُردوں کو زندہ کرنے والا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ .... [مفہوم آیات ۴۸تا۵۰]

اے محمد ﷺ آپ مُردوں کو نہیں سُنا سکتے

مومنین و صالحین کو بشارت کے بعد اُن ہٹ دھرموں کا ذکر ہے جو بات کو مان کر نہیں دیتے جن تک بات پہنچانا ایک ہمت شکن کام ہے، کہا جا رہا ہے کہ جن لوگوں نے کفر کو ہی اپنے لیے پسند کر لیا ہے، جن کا کبر وغرور اُنھیں نبی ﷺ کی قیادت اور سابقون الاولون کی سینارٹی کو تسلیم کرنے میں آڑے آرہا ہے، اُنھیں چھوڑو، مُردوں کو کیسے سُنائیں گے؟ مومنین اِن بدبختوں کے روّیے سے بددل نہ ہوں۔

اس یاد دہانی اور تذکیر کے بعد رخ پھر توحید و آخرت کی طرف مڑ جاتا ہے۔ اللہ اپنی خلاقیت اور بندوں کی ناتوانی اور کم زوری کو واضح کرتا ہے کہ کس طرح ہم تمھیں تمھاری ماؤں کے پیٹوں سے نکالتے ہیں اور کیوں کر تمھیں توانائی بخشتے ہیں۔ پھر بڑھاپے اور کم زوری کی طرف لوٹا دیتے ہیں اور آخر کار تمھیں میدانِ حشر میں کھینچ لائیں گے جہاں کافروں کے لیے معافی کا کوئی موقع نہ ہو گا۔

اور اگر ہم ایک ایسی سخت گرم ہوا بھیج دیں جس کے اثر سے وہ اپنی کھیتی کو سوکھا ہوا زرد، سوکھ کر برباد پائیں تو وہ ہمارے سارے احسانات کو بھلا کر ناشکری کی باتیں کرتے رہ جاتے ہیں۔ ایسے متلوّن مزاج لوگوں کو اے نبی ﷺ آپ کیوں کر ہدایت یاب کریں گے، آپ مُردوں کو تو نہیں سُنا سکتے، اور ایسے بہروں کو تو ہرگز اپنی دعوت سُنا ہی نہیں سکتے ہو جو سکون سے بات جاننے کی کوشش کے بجائے پیٹھ پھیرے بھاگے چلے جا رہے ہوں اور نہ تم بے بصیرت اندھوں کو ان کی گم راہی سے نکال کر راہِ راست کی بصیرت دے سکتے ہو۔ تم تو صرف انھی کو یہ قرآنِ ہدایت سُنا سکتے

ہو جو سلیم الفطرت طبیعت کی بنا پر دیکھنے، سننے اور سوچنے سمجھنے پر مائل ہیں اور یوں ہماری آیات پر ایمان لانے والے بنتے ہیں اور وہی حق کے آگے سرِ تسلیم خم کر کے مسلم بن جاتے ہیں۔ .... [مفہوم آیات ۵۱تا۵۳]

لوگو سنو! اللہ ہی تو ہے جس نے بڑی کمزوری کی حالت میں ماؤں کے پیٹ سے نکالتے ہوئے تمھیں پیدا کیا، پھر اس ناتوانی کے بعد تمھیں طاقت بخشی، پھر ایک عرصے طاقت و قوّت والی زندگی کے بعد تمھیں ضعیفی دے کر بُوڑھا کر دیا۔ وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، کیا ضعف و قوت کی ترتیب میں تمھارا کوئی اختیار ہے؟ وہی ہے جس کا علم اور قدرت ہر چیز پر حاوی ہے۔ اور جس روز قیامت قائم ہوگی تو مجرم حلفیہ کہیں گے کہ ہم پیدایش سے یہاں تک کے سفر میں ایک قلیل وقفے سے زیادہ نہیں ٹھہرے ہیں، جس طرح آج یہ دیوانگی دکھا رہے ہیں اسی طرح دنیا کی زندگی میں بھی ان کی عقلیں اوندھی ہو جاتی رہی ہیں۔ اِن کے برخلاف وہ لوگ جو دنیا میں علم اور ایمان کے حق دار ٹھہرے تھے وہ کہیں گے کہ اللہ کے تحریری ریکارڈ میں تو تم پیدایش سے اب قیامت تک کا سفر طے کر چکے ہو، سو یہ وہی روزِ حشر ہے، لیکن تم جانتے نہ تھے اور اس کی آمد کا انکار کرتے تھے۔ پس اُس روز ظالموں اور مشرکوں کو ان کی توبہ اور معافی کی درخواست کوئی نفع نہ دے گی اور نہ اُن سے یہ چاہا جائے گا کہ اللہ کو راضی کریں۔ [مفہوم آیات ۵۴تا۵۷]

اتمام حجت

ہم نے اس قرآن میں لوگوں کو سمجھانے کے لیے اتنی طرح طرح کی تمثیلیں بیان کی ہیں کہ جو سمجھنا چاہے اور ہٹ دھرم نہ ہو اُس کے نہ سمجھنے پر کوئی معذرت نہیں باقی رہی۔ اے محمدؐ اب تم خواہ کوئی دلیل، تمثیل یا نشانی لے آؤ، جن لوگوں نے کفر کیا ہے وہ یہی کہیں گے کہ تم لوگ غلط کہتے ہو۔ یوں اللہ دلوں پر سمجھنے کے لیے مہر لگا دیتا ہے جو جاننا نہیں چاہتے۔ پس اے نبیؐ اِن کی ہٹ دھرمی پر جی نہ جلائیے اور صبر کیجیے، بے شک دینِ حق کے غالب ہونے اور مشرکین کے روزِ قیامت رسوا ہونے کا اللہ کا وعدہ پورا ہو کر رہنا ہے، اور یہ تمھاری باتوں پر یقین نہ لانے والے تم کو ہر گز بے وزن نہ پائیں گے۔ .... نزولی ترتیب [مفہوم آیات ۵۸تا۶۰]

☆☆☆☆☆